AGA KHAN UNIVERSITY EXAMINATION BOARD

SECONDARY SCHOOL CERTIFICATE

CLASS IX

MODEL EXAMINATION PAPER 2018

Urdu Compulsory Paper I

Listening Passage – I

چچا چھکن نے ایک خط لکھا

وثوق سے کہنا بڑا مشکل ہے کہ چچا چھکن جب کسی کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو اس وقت ان کی ذہنی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ اب آج ہی کا واقعہ ہے کہ چچی کو ایک دعوت نامے کا جواب لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ بات یوں ہوئی کہ صبح کے وقت چچی دالان میں چارپائی پر بیٹھی بچوں کو چائے پلا رہی تھی۔ چچا چائے سے فارغ ہو کر صحن میں اُکڑوں بیٹھے حُقّہ پی رہے تھے۔ ایک گائے خریدنے کی ضرورت اور اس کے متوقع فوائد و نقصانات کے انفرادی و اجتماعی نتائج کے متعلق چچی کو معلومات بخشی جا رہی تھیں۔ اتنے میں باہر دروازے پر کسی نے آواز دی۔ بندو بھاگتا ہوا گیا اور ایک خط لے کر واپس آیا۔ چچی پِرَچ سے چھٹن کو چائے پلا رہی تھی۔ خط لا کر ان کے قریب رکھ دیا۔

اتنے میں پرچ کی چائے ختم ہوئی اور چچی خط اُٹھا لائیں۔ چچا نے دس مرتبہ پوچھ ڈالا: ''کس کا خط ہے ؟ کہاں سے آیا ہے ؟ کس نے بھیجا ہے ؟ کیا بات ہے ؟'' چچی چڑ گئیں۔ ''توبہ ہے کھولنے پائی نہیں اور سوالات کا تانتا باندھ دیا۔ مجھے غیب کا علم تو آتا نہیں کہ بغیر دیکھے بتاؤں خط کس کا ہے ؟'' چچا کچھ خفیف سے ہو گئے: ''بھلا صاحب خطا ہوئی کہ پوچھا، ہماری بلا سے کسی کا بھی ہو۔ یہ کہہ کر بے نیازی سے سر موڑ جلد جلد حُقّے کے کش لینے لگے۔

بندو نے کہا: ''بیگم صاحب، آدمی جواب کے انتظار میں ہے'': یہ سن کر چچا سے بیٹھا نہ گیا۔ چار پانچ کش لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کُرتے میں ہاتھ ڈال پیٹ کھجاتے رہے، پھر بے تکلفی کے انداز میں ٹہلتے ہوئے باہر گئے۔ چند منٹ بعد واپس آئے۔ کچھ دیر بے ترتیبی سے ٹہلے، منتظر تھے کہ چچی مخاطب کریں۔ آخر رہا نہ گیا تو خود ہی پوچھا: ''کیا لکھا ہے منصرم صاحب کی بیوی نے۔''

چچی نے چائے کی پرچ چھٹن کے منہ سے لگاتے ہوئے لاپروائی سے کہا: ''رات کھانے پر بلایا ہے'': چچا کا احتراز و تأمل رخصت ہو گیا۔

''کیا بات ہے ؟ کوئی تقریب ؟''

چچی نے کسی قدر سرسری انداز میں کہا: ''کیا بات ہوتی۔ میر منشی صاحب کی بیوی مجھ سے ملنا چاہتی تھیں، انھیں اور مجھے کھانے پر بلایا ہے''۔ شاید مزید اطمینان حاصل کرنے کو چچا بولے: ''تو گویا زنانہ ضیافت ہے''۔ پھر خیال آیا کہ بیوی کا کہیں مدعو کیا جانا ایک طرح میاں ہی کی ہر دلعزیزی اور قدر و وقعت کا اعتراف ہے، چنانچہ اس جذبے کے تحت منصرم صاحب کی بیوی کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے: ''بہت ہی معقول بیوی ہیں۔ ایسی ملنسار بیویاں کہاں نظر آتی ہیں آج کل۔ ضرور جاؤ ضیافت میں، بلکہ کوئی موقع ہو تو انھیں بھی اپنے ہاں مدعو کر لو''۔ ساتھ ہی ایک مشورہ بھی فیصلے کی صورت میں پیش کیا: ''بچے تو جائیں گے ہی ساتھ''

چچی نے کچھ بگڑ کر آہستہ سے کہا: ''ہمسایوں کو بھی نہ لیتی جاؤں!''

AKU-EB Model Paper 2018 for Teaching & Learning

Listening Passage – II

وہ گزرے دن

ایک زمانہ تھا جب پُورے محلے میں ایک یا دو وائر والے فون ہوا کرتے تھے۔ دس سال بعد فون لگنا خوش نصیبی کی علامت اور تعلقات کی بدولت ہی ممکن تھا۔ اُس دور میں گاڑیاں کم ہوتی تھیں ۔ سونی (Sony) کے کلر ٹی وی اور 50 کلو والے وی سی آر ایک یا دو گھروں میں ہی ہوا کرتے تھے۔ایک ہی چینل پی ٹی وی۔شام 4 سے 5 بجے بچوں کے پروگرام،8 بجے ڈراما اور 9 بجے خبریں۔ وارث، ان کہی، اور تنہائیاں جیسے ڈراموں کے وقت گلیاں سنسان۔ جمعرات ہاف ڈے اور جمعہ چھُٹی ہوتی تھی۔

نئے کپڑے بقرہ عید، شادی بیاہ اور صرف ضرورت کے مطابق بنائے جاتے تھے۔عید کے دن ایک رنگ اور ایک تھان سے خاندانی درزی یا پھر اکثر نانی کے ہاتھوں سلے کپڑے پہننے کا رواج عام تھا۔

عید کی شام ہر محلے میں تین کرکٹ ٹیمیں بڑے لڑکے، چھوٹے اور بچے عصر کے بعد کھیل کُود شروع کر دیتے اور مغرب کی اذان پر اختتام ۔سردیوں میں رات کو بیڈمنٹن، اولمپکس وغیرہ کے زمانے میں ہاکی بھی کھیلی جاتی تھی۔پتنگ بازی کا ایک دور ، لٹو اور کنچوں کے ٹورنامنٹس عام تھے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں دوپہر کو پٹھو واری بھی ہوا کرتی تھی۔ کیا دور تھا۔سب کو سب کی فکر ، سب کو سب کا خیال۔

گلی محلے میں شادی کا مطلب پندرہ بیس دن پہلے سے پورے محلے سے ڈھولکی کی آواز آتی۔ دور پرے کے رشتے داروں کی آمد اور ان کا مختلف گھروں میں قیام ، گھر سے شادی ہال وغیرہ میں سب کی دعوت ، سب کی بات۔ کسی کے گھر میت ہو جائے تو ہفتوں لوگ گلی میں نہ ہنستے تھے کہ کہیں پڑوسیوں کو دُکھ نہ پہنچے۔

AKU-EB Model Paper 2018 for Teaching & Learning